لقمہ دینے کا اہم مسئلہ

علامہ محمد حسن حقانی

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ہماری مسجد میں ایک حافظ صاحب تراویح میں قرآن شریف سنا رہے ہیں۔ اُن کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اکثر جگہ بیچ میں چھوڑ دیتے ہیں یا غلطیاں کر جاتے ہیں جبکہ سامع صاحب اس کو نظرانداز کر جاتے ہیں اور غلطیوں کی نشاندہی نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی حافظ جماعت میں موجود ہو تو کیا وہ غلطی بتا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا غلطی نکالنا کیسا ہے؟ اور اگر غلطی نہ بتائی تو کیا حکم ہوگا؟ اور اگر حافظ نے غلطی بتائی، مگر سامع اور انتظامیہ نے اس کو منع کر دیا کہ ''تم غلطیاں نہیں بتا سکتے اس لئے کہ سامع موجود ہے، وہ اگر غلطیاں نہیں بتاتا تو گناہ اس کے سر پر ہے'' آیا اس طرح کہنا کیسا ہے؟ اس کے بعد اگر حافظ غلطی نہ بتائے تو کیا اس پر گناہ ہوگا یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

سائل: سید محمد احمد نقوی، لانڈھی

الجواب بعون الوھاب

صورتِ مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ جب حافظ کے لئے پیچھے سامع مقرر ہو اور وہ درست طریقہ پر غلطیاں بتا رہا ہو تو جماعت میں موجود دیگر (غیرمقرر) حفاظ کو لقمہ دینے سے بچنا چاہئے کہ یہ پڑھنے والے کے لئے بالعموم ذہنی انتشار و اضطراب کا باعث ہوتا ہے، الا یہ کہ کسی مقام پر سامع غلطی نہ بتا سکے۔ اور اگر مقررہ سامع، اپنے حافظ کی غلطیوں کی بالعموم نشاندہی نہ کرے اور انہیں نظرانداز کر دے یا غلط سلط لقمے دیتا رہے تو جماعت میں موجود کوئی بھی عاقل اور ذی فہم حافظ لقمہ دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورتوں میں لقمہ دینا واجب ہو جاتا ہے۔ لقمہ دینے کی یہ اجازت شریعت کی جانب سے ہے، انتظامیہ کا ایسی صورت میں (جبکہ مقررہ سامع غلطیاں نہ بتاتا ہو) کسی بھی لقمہ دینے والے حافظ کو روکنا درست نہیں ہے، بلکہ چاہئے کہ کسی ایسے سامع کو مقرر کرے جو غلطیوں کی نشاندہی کرے اور ان کی تصحیح کرے، ورنہ نماز کے فاسد ہونے کا خطرہ ہر وقت لاحق رہے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''امام جب ایسی غلطی کرے کہ موجب فسادِ نماز ہو تو اُس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر

مقتدی پر فرض کفایہ ہے، ان میں سے جو بتا دے گا، سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے، سب مرتکب حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی۔ اور اگر غلطی ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہے۔ اگر ایک بتا دے اور اس کے بتانے سے کارروائی (اصلاح) ہو جائے، سب سے واجب اُتر جائے گا، ورنہ سب گناہگار رہیں گے۔ اور اگر غلطی ایسی ہے کہ اس سے نہ فسادِ نماز ہے، نہ ترکِ واجب، جب بھی ہر مقتدی کو مطلقاً بتانے کی اجازت ہے اور یہی صحیح قول ہے۔ اور لقمہ دینے کی یہ صورت جواز کی ہے، الا یہ کہ امام تلاوت کرتے ہوئے از خود رُک جائے تو قبل اس کے اُس کا رکنا عدم جواز کی حد (تین تسبیح کی مقدار) کو پہنچے، مقتدیوں پر بتانا واجب ہے، دوسرے یہ کہ بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے جب غلطی کرتے ہیں اور یاد نہیں آتا تو اضطراراً ان سے بعض کلمات بے معنی صادر ہوتے ہیں، کوئی اوں اوں کرتا ہے کوئی کچھ اور اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے، ایسا شخص جب رکنے پر آئے تو اس کو بھی فوراً لقمہ دینا مقتدیوں پر واجب ہے، قبل اس کے کہ وہ اپنی عادت کے حروف نکال کر نماز تباہ کرے۔ اور غلطی ایسی ہو، جس سے نماز میں کچھ خرابی نہ آئے اور یہ تراویح کے اندر ہو تو مقتدیوں کو چاہئے کہ بتا دیں کہ مقصود یہاں پر ختم قرآنِ عظیم ہے اور وہ کسی غلطی کے رہ جانے سے پورا نہ ہوگا۔ ان تمام احکام میں جملہ مقتدی یکساں ہے۔ امام کو بتانا کسی خاص مقتدی کا حق نہیں، ارشاداتِ حدیث وفقہ سب مطلق ہیں۔ ابن عساکر نے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ: **امرنا النبی صلی اللہ علیه وسلم ان نرد علی الامام**۔ ہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم امام کو اُس کی غلطی بتائیں۔ (المستدرک، جلد اوّل، ص ۲۷۰) قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے علاوہ کسی اور کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیال سے یہ سوچ رکھتا ہے کہ لقمہ دینا صرف سامع کا حق ہے تو اس کے منع کرنے سے شریعت کا دیا ہوا حق کیسے سلب ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۴۳۰، ملخصاً وموضحاً)